UNIVERSAL LIBRARY

OU_226394

UNIVERSAL LIBRARY

لا جبر و لا قدر الا امر بین الامرین

مناظره در مسئله جبر و قدر مابین جناب مولوی شبیر علی صاحب و جناب فخر المتکلمین مولوی میرزا [illegible] علی صاحب

الغنی

باہتمام خاکسار میر وزیر علی حیدرآبادی خادم قوم و مالک مطبع ذیل

قلمی طبع فی مطبع فخر نظامی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد قادر مطلق جسکا امر تخییر اور نہی اوسکی تحذیر ہے اور درود و سلام اوس کے رسول محمد مصطفیٰ اور اوس کے آل و اصحاب پر جنکی اطاعت و محبت احسن التقادیر و اصوب التدابیر ہی مرزا صادق علی بیگ منظہر مدعائے ما فی الضمیر ہے کہ عرصہ ہوا کہ ایک رسالہ مسمی بہ التقدیر فقیر کے پاس پہونچا اوسکے حاشیہ پر یہہ بھی لکھا ہوا تھا کہ (اس رسالہ مین اگر کوئی خدشہ ذہن نشین ہو تو مولف سے دریافت فرما سکتے ہین۔)

اسلئے اس حقیر سراپا تقصیر نے استفادہ کیا تھا اوسکے جواب مین جو کچھہ مولف رسالہ التقدیر نے تحریر فرمایا اور جو کچھہ اس ناچیز نے عرض کیا ہے اون سب کو حسب ذیل تحریر کیا اور اوسکا نام **الزئیر** رکھا جو بجواب عقیدۂ مولوی سید شبیر علیصاحب مولف التقدیر منافی لا جبر ولا تفویض الا التخییر ہے۔

اللهم اوصلنا الی غاية المنى والامل وجنبنا عن الخطاء والخلل فی القول والعمل

سلمہ اللہ الوکیل

البارع النبیل الکامل الجلیل المولوی سید شبیر علیصاحب

بعد التحیۃ السنیۃ والہدیۃ البہیۃ مظہر مآرب قلبیہ او مسطر مطالب باطنیہ ہون کہ رسالۂ التقدیر

سکے آخر مین یہہ بھی لکھا ہے کہ (اگر اس رسالہ کے مضمون مین کوئی خدشہ واقع ہو تو مولف سے دریافت فرما سکتے ہین) اس بنا پر یہہ ناچیز استفادہ کرتا ہے کہ جتنے معلول عالم مین ہین منجملہ اون کے کفر و شرک بھی ہے اور کفر و شرک کی علت کافر و شرک اور کافر و شرک کی علت فلان فلان الی علۃ العلل ہے۔ اس صورت مین بالواسطہ علۃ العلل علت ہوگا کفر و شرک کی اور جو علت ہے کفر و شرک کی وہ خالد فی النار ہوگا۔ معاذ اللہ منہا اس صورت مین لازم آئے گا کہ سزا و عذاب علۃ العلل ہو جو قطعاً محال عقلی ہے۔

اور اگر ہم وسایط کو اٹھا دین تو علۃ العلل بالذات علت ہوگا کفر و شرک کی اس حالتمین عذاب نفس لنفسہ لازم آئے گا۔ فتدبر

دوم یہہ کہ

آپ فرماتے کہ (حادث و ممکن کا کوئی فعل ایسا نہین ہو سکتا جسکی بنا امور خارجیہ پر بطور اضطرار کے نہ ہو) اور شاگرد آپ کا آپ کے قول کی نفی کر رہا ہے اور آپ اپنے قول کا اثبات حالانکہ بقول آپ کے ان دونون قولون کی بنا امور خارجیہ پر بطور اضطرار کے ہے۔

اور جسکی بنا امور خارجیہ پر بطور اضطرار کے ہو وہ قابل اعتبار نہین۔

پس یہہ دونون قول قابل اعتبار نہین

سیوم یہہ کہ

آپ کے نزدیک ہر معلول کی علت بالواسطہ علۃ العلل ہے تو لامحالہ آپ دونون صاحبون کے دو قول متناقض کی علت بالواسطہ علۃ العلل ہوگا حالانکہ صدور دو معلول متناقض کا ایک

علۃ العلل سے محال ہے۔

چہارم یہہ کہ

آپ فرماتے ہین کہ (واہب الصور اور مبدء فیاض کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مسئلہ مین جو صحیح اور ظاہر مفہوم آیات اور احادیث کا تھا جو پیشتر ہیز ذکر مین آچکا اوسکا کامل انکشاف اور علم یقینی القا کیا اور یہہ یقین ایسا بے کھٹکے ہوگیا۔ جیسے اسکا یقین کہ کل اپنی ٹکڑے سے بڑا ہے)

یہہ دعوی آپکا یقینی اولی ہے اس صورت مین آپ کو لازم تھا کہ آپ اپنے دعوی یقینی اولی پر دلایل بھی یقینیہ اولیہ لاتے کیونکہ دعوی یقینی اولی بلا دلیل یقینی اولی ثابت نہین ہوسکتا علے الخصوص جبکہ قیاس اولی کی تصریح کردی ہو بخلاف اوس کے آپ کے جتنے دلایل ہین وہ سب خطابی یا ظنی یا شکی یا وہمی ہین جو کسی طرح مثل اولیات کے نہین ہوسکتے پس یا تو آپ اپنے وعدہ کا ایفا کیجیے یعنے دعوی یقینی اولی پر دلائل یقینی اولی لائی یا اسکا اقرار کیجئے کہ آپکے دعوی یقینی اولی پر کوئی دلیل یقینی اولی نہین فقط

حصل اللہ لہ الامال والامانی

حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول المولوی سید شیر علی

بعد سلام مشحون بالاعزاز والاکرام خلاصہ کلام یہہ ہے کہ آپ کا سرفراز نامہ شمل آیہ نور آیا موجب اخلاص وباعث اختصاص ہوا جسکا جواب حسب ذیل ہے ملاحظہ فرمائے۔

جواب مولوی سید شیر علیصاحب	جواب الجواب
یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ (جو علت کفر و شرک	صفحہ (۶) مین آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ

کی ہے وہ مخلد فی النار ہوگا معاذ اللہ منہا
کہاں سے اخذ کیا رسالہ التقدیر مین تو
کہین نہین۔
اگر یہہ غرض ہو کہ بانضمام مقدمات نقلیہ
یا عقلیہ لازم آتا ہے تو یہہ صحیح نہین۔
نقل سے تو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جو کافر
ہے وہ مخلد فی النار ہے نہ یہہ کہ جو علت
کفر و شرک ہے وہ مخلد فی النار ہے۔

(علۃ العلل خدا کو کہتے ہین اور انسان مختار
نہین) یہہ رسالہ التقدیر مین موجود ہے
یہان سے اخذ کیا۔

کیون صحیح نہین

علت کفر و شرک کا مخلد فی النار ہونا یون
ثابت ہے کہ آپ کے زعم مین انسان مختار
نہین اور جب انسان اپنے فعل کا مختار
نہین تو لامحالہ علت کفر و شرک کی کوئی
نہ کوئی ضرور ہوگا کیونکہ معلول بلا علت
محال ہے۔
پس جو علت کفر و شرک کی ہوگا وہ مخلد فی النار ہوگا
دوسری یہہ کہ اسکو تو آپ تسلیم کرتے ہین کہ
جو کافر و مشرک ہے وہ مخلد فی النار ہے۔
اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ کافر و مشرک کیون
مخلد فی النار ہے آیا وہ کفر و شرک کی علت ہے
اسوجہ سے مخلد فی النار ہے یا اوس کے
مخلد فی النار ہونیکی علت علۃ العلل ہے۔
اگر کافر و مشرک علت ہے تو آپکے مفروض کے خلاف ہوتا ہے

اور معنی کافر کے محل کفر اور موصوف[2] بالکفر
اور ماقام[3] بہ الکفر ہین ۔

کیونکہ آپ فرماتے ہین کہ انسان مختار نہین ہے
اور اگر اوسکی علت علۃ العلل ہے تو معاذ اللہ
منہا وہی قباحت لازم آتی ہے جسکو ہم
زبان پر نہین لا سکتے ۔

اگر کافر کے معنی محل کفر کے ہین تو کافر لامحالہ
محل ہوگا کفر کا اور کفر حال اور کفر مصدر ہے
اور مصدر کا وجود خارج مین نہین ہوتا اور جسکا
وجود خارج مین نہو وہ حال کسی محل کا نہین
ہو سکتا اور بالفرض ایسا ہی ہو جیسا کہ آپ
فرماتے ہین تو وہ ہمارے مدعا کے موافق
ہے اسلئے کہ جب کافر محل کفر ہوا تو لامحالہ
علت ہوگا کفر کی جب علت ہوگا کفر کے
تو کافر اپنے کفر کا فاعل مختار ہوگا نہ غیر مختار
دوسری معنی پر یہہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب
کافر کے معنی موصوف بالکفر کے ہوئے
تو کافر موصوف ہوگا اور کفر صفت حالانکہ
مصدر کسی کے صفت واقع نہین ہوتا اور
نہ موضوع ہوتا ہے اور نہ محمول ۔
اور بالفرض اگر ہوا بھی تو وہ ہمارے مدعا کے موافق ہوگا

۱۱اس لیئے کہ جب کافر موصوف بالکفر ہوا
تو لامحالہ معنی کفر کے ادسمین ہونگے
جب معنی کفر کے اوسمین ہوے تو اپنے
فعل کا مختار ہوگا نہ غیر مختار۔
تیسرے۳ معنی ما قام بہ الکفر ہین مصداق
ما قام بہ علت ہے کفر کے اور کفر معلول ہے
اس صورت مین لازم آئیگا کفر کے
علت کافر ہو۔
حالانکہ آپ کا عقیدہ معنی کافر کے خلاف ہے
ویسے آپ کے نزدیک انسان مختار نہین
پس لازم آئیگا کہ کفر کے علت علۃ العلل ہو
ع پہر وہی کنج قفس پہر وہی صیاد کا گھر
کفر و شرک یہہ دونون معلول کسی علت کے
ہین یا نہین بصورت اولی انسان علت ہے
تو یہہ تو ہو ہی نہین سکتا۔
کیونکہ آپ خود فرماتے ہین کہ انسان مختار نہین
و بصورت ثانیہ لامحالہ اللہ علت ہوگا
کیونکہ معلول بلا علت محال ہے
اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ اللہ تعالی کفر

وشرک کے علت تامہ ہوگا یا ناقصہ اگر تامہ ہوگا
تو ہمارا مدعا حاصل ہوگا اور اگر ناقصہ ہوگا تو
صفت باریتعالی مین نقص لازم آئیگا
حالانکہ وہ متجمع جمیع صفات کمالیہ ہے۔
علت تو کسی صورت سے اپنی معلول کے
ساتھہ موصوف ہوتی ہی نہین اور اگر ایسا
ہے تو فرمائے کہ فلان علت اپنے معلول
کے ساتھہ موصوف ہوتی ہے۔

مثلاً

نجار علت فاعلی تخت کا ہے اس سبب سے
یہہ کہتے ہین کہ نجار بنانیوالا تخت کا ہے
کیونکہ لغت ایسے تابع کو کہتے ہین جو دلالت
کرے اوس معنی پر جو متبوع مین حاصل و موجود ہوئی
چونکہ نجار مین تخت بنانیکے معنی حاصل و موجود
ہین اس سبب سے اوسکو تخت کا بنانیوالا
کہتے ہین بخلاف اسکے اگرچہ تخت نجار کا
معلول ہے مگر یہہ نہین کہتے کہ نجار تخت ہے
وجہ اوسکی نہ کہنے کی یہہ ہے کہ تخت ایسی
چیز نہین جو نجار مین حاصل و موجود ہو اور وہ صفت

اور ظاہر ہے کہ ہر علت کفر و شرک کو
لازم اور ضرور نہین کہ وہ کفر و شرک کے
ساتھہ موصوف بھی ہو۔

علۃ العلل ہزارہا صفات مثل الوان اور ہیئت وغیرہ کے لئے بواسطہ یا بلا واسطہ علت ہے حالانکہ اونکے ساتھ موصوف نہین۔ نیز کفر کے ساتھ تو کسی طرح ممکن ہی نہین کہ علۃ العلل موصوف ہو۔

واقع ہو۔

معلول تو صفت علت کی ہوتا ہی نہین آپ یہ کیا کہہ رہے ہین جب غریق ڈوبنے لگتا ہے او سوقت گہانس اور پہونس پر پنجہ مارتا ہے تو وہی حال آپکا ہو رہا ہے۔ علۃ العلل کیا کسی علت کا معلول صفت نہین ہو سکتا۔ علی ہذا القیاس جبکہ کفر و شرک معلول ہوگا علۃ العلل کا تو علۃ العلل اسکا موصوف نہین ہوگا بلکہ علت ہوگا۔ پس جب کفر و شرک معلول ہوا علۃ العلل کا اس صورت مین یہ نہین کہا جائیگا کہ علۃ العلل کفر و شرک ہے یعنی علۃ العلل موصوف ہے اور کفر و شرک صفت بلکہ معاذ اللہ بر بنا مفروض جناب ناقل کفر کفر نباشد یہہ کہا جائیگا کہ علۃ العلل کافر و مشرک ہے۔ یہان صفت و موصوف کی بحث نہین ہے بلکہ بحث علت و معلول سے ہے جسکا ماخذ آپ کا رسالہ التقدیر کا صفحہ (۶) ہے جسمین آپ فرماتے ہین کہ اللہ علۃ العلل ہے اور

انسان مختار نہین۔ جس سے یہہ لازم آتا ہے کہ علۃ العلل کا معلول کفر وشرک ہے نہ یہہ کہ علۃ العلل کے صفت کفر وشرک ہے۔ ع

(بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

آپ کے نزدیک صفت کفر وشرک ممکن نہین اور جب ممکن ہے تو ضرور ہر عاقل کے نزدیک بلا واسطہ یا بواسطہ علۃ العلل کا معلول ہوگی۔

ممکن ہونا صفت کفر وشرک کا مستلزم اسکا نہین کہ بلا واسطہ و بواسطہ علۃ العلل کا معلول ہے۔

اور اگر ایسا ہوگا تو کافر ومشرک کا مخلد فی النار رہنا ظلم ہوگا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وما انا بظلام للعبید

تو یہہ اعتراض آپ پر بھی ہوگا کہ جو علت کفر وشرک ہے وہ مخلد فی النار ہوگا۔

یہہ اعتراض ہمارے اوپر اوسوقت وارد ہوتا جبکہ ہم یہہ کہتے کہ کفر وشرک علۃ العلل کے معلول ہین۔

یا اوسکے ممکن ہونے کا انکار کیجیئے گا

آیا صفت کفر وشرک کے ممکن ہونیکا اقرار مستلزم اسکا ہے کہ صفت کفر وشرک علۃ العلل کے معلول ہین۔ اگر ہین تو انکا ملازمہ ارشاد ہو

اگر یہہ غرض ہو کہ یہہ حکم علت تامہ کیلیئے ہے

جب آپنے یہہ کہا کہ اللہ علۃ العلل ہے اور انسان مختار نہین

اولاً تو یہ فرمائے کہ یہہ حکم کہان سے نکالا
دوسرے یہہ ہو کہ یہہ جب لازم آئے کہ جب
علۃ العلل کے علیت بہ نسبت کفر و شرک
کے ہمارے نزدیک تامہ ہو اور یہہ کہان ہے
بلکہ ہمارا علۃ العلل ہونا اسکو بتاتا ہے۔
اگر آپ رسالہ کے صفحہ (۱۹) کو غور سے ملاحظہ
فرماتے تو اسکی نوبت نہ پہونچتی
آپکا یہ کہنا کہ پس یہہ دونون قول قابل اعتبار نہین
کسی قول کا قابل وقعت اور لایق اعتبار ہونا
تو بوجہ اوس کے مفاد اور مضمون کے
ہوا کرتا ہے مضمون کو دیکھنا چاہیئے کہ کس درجہ
کا ہے نہ اس وجہ سے کہ اوسکا صدور بلا
اضطرار ہوا ہے یا بالاضطرار کما
ھو ظاھر علی من لہ ادنی
شعور۔

اس سے ہمنے نکالا کہ جب انسان مختار
نہین تو لامحالہ علۃ العلل علت ہوگا کفر و شرک کے
اور جو علت ہوگا کفر و شرک کی وہ مخلد فی النار ہوگا
پس معاذ اللہ علۃ العلل مخلد فی النار ہوا اس سے
عذاب نفس لنفسہ لازم آیگا جو قطعاً باطل ہے
صفحہ (۱۹) کو دیکھا اوسمین جو کچھہ لکھا ہے
وہ سب مہمل ہے۔
جب بقول آپکے اللہ علۃ العلل ہوا اور
انسان اپنے فعل مین غیر مختار اس صورت
مین فاعل ہر فعل کا معاذ اللہ خدا ہوگا۔

مثلاً

جب زید اپنی با وقعت مضمون سے یہ ثابت
کریگا کہ خدا ہے اور عمرو بے وقعت مضمون
سے یہہ جواب دیگا کہ خدا نہین ہے اور زید
و عمرو دونون کا قول عین خدا کا قول ہوگا اور
سامع یا حکم کا بھی قول عین خدا کا قول ہوگا
اگر زید کے قول کی تصدیق کیجاسے اور عمرو
کے قول کی تکذیب اس سے لازم آیگا کہ خود
خدا نے اپنے قول کی آپ تکذیب کی کیونکہ

عمرو کا قول خدا کا قول ہے۔

اور اگر عمرو کے قول کی تصدیق کیجاے اور زید کے قول کی تکذیب تو اس سے بھی لازم آئیگا کہ خود خدا نے اپنے قول کی تکذیب کی اور جو محاکمہ کریگا وہ بھی ایسا ہی ہوگا یعنے اپنے فعل کا مختار نہوگا اوس کے فعل کا فاعل بھی اللہ ہی ہوگا۔

اگر حکم زید کے قول کو درست کہے گا اور عمرو کے قول کو نادرست تو لازم آئیگا کہ خدا نے اپنے قول کو آپ نادرست کہا علی ہذا القیاس اگر حکم عمرو کے قول کو درست کہے گا اور زید کے قول کو نادرست تو بھی یہی قباحت لازم آئیگی

قباحاتہا ظاہرۃ علی من لہ ادنی شعور۔

(۳) آپکا یہہ کہنا کہ (حالانکہ صدور دو معلول متناقض کا ایک علۃ العلل سے محال ہے) کیا اوس قول پر مبنی ہے جو حکماے یونان قایل تھے کہ ایک چیز سے دو چیز یا زیادہ کا صدور نہیں ہو سکتا۔

ہمارے اعتراض کا ماخذ و منشا قول حکما الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد نہیں ہے بلکہ آپ کا یہہ قول ہے کہ اللہ علۃ العلل ہے اور انسان مختار نہیں ہے جس سے یہہ خرابی لازم آتی ہے کہ جب اللہ علۃ العلل

اول تو اوس کے دلایل مخدوش ہین۔
دوسرے اون حکماء کے غرض یہہ ہے کہ بلا واسطہ ایک شئے سے دو شئے صادر نہین ہوسکتین نہ یہہ کہ بواسطہ بھی نہین ہوسکتین

کما ھو مشرح فی کتب الفلسفة

ہمارے رسالہ مین یہہ کہان ہے کہ علة العلل ہر چیز کے لئے بلا واسطہ علت ہے الخ

ہوا اور انسان غیر مختار اس صورت مین جو فعل انسان سے صادر ہوگا اوسکی علت لامحالہ علة العلل یعنے اللہ ہوگا کیونکہ وجود معلول بلا وجود علت محال ہے اس حالت مین علة العلل سے دو قول متناقض صادر ہونگے جس کی

مثال یہہ ہے

کہ زید نے کہا کہ اللہ ہی اوس کے جواب مین عمرو نے کہا کہ اللہ نہین ہے ظاہر ہے کہ یہہ دونون قول متناقض ہین اور یہہ دونون قول متناقض علة العلل یعنے اللہ ہی سے صادر ہوے ہین اسلئے کہ بقول آپ کے انسان تو اپنے فعل کا مختار ہی نہین پس اس بنا پر علة العلل یعنے اللہ بحکم واحد مصدر قولین متناقضین ہوگا یہہ قطعاً محال عقلی ہے کہ خود خدا کہے کہ مین خدا ہون اور پہر کہے کہ مین خدا نہین ہون۔

(۴) آپ کا یہہ کہنا کہ (یہہ دعوی آپکا یقینی اولی ہے) یہہ قید اولیت کی کہان سے نکالی البتہ اس قول کے ساتھہ کہ کل اپنے ٹکڑے سے بڑا ہے

اسکا ماخذ اعتراض چہارم کے شروع مین لکھدیا ہے باوجود اس کے آپ پوچھتے ہین کہ (قید اولیت کی کہان سے نکالی)

اس عبارت سے نکالی کہ آپ فرماتے ہین کہ (اور علم یقینی القا کیا اور یہہ یقین ایسے کیطرح ہوگیا جیسے اسکا یقین کہ کل اپنی ٹکڑے سے بڑا ہے اور بیس زیادہ ہین آٹھہ سے۔) تشبیہہ کے نسبت یہہ عرض ہے کہ کیا تشبیہہ دینے سے قول یقینی یقینی نہین رہتا اگر نہین رہتا الاولیات کقولنا الکل اعظم من الجزء یا المشاہدات الظاہرۃ کقولنا الشمس مشرقۃ والنار محرقۃ یا المشاہدات الباطنیۃ کقولنا ان لنا جوعا وعطشا یا التجربیات کقولنا السقمونیا مسہل للصفراء یا الحدسیات کقولنا نور القمر مستفاد من نور الشمس یا المتواترات کقولنا المکۃ موجودۃ یا الفطریات کقولنا الاربعۃ زوج کیا یہہ سب اولیات ومشاہدات وتجربیات وحدسیات ومتواترات وفطریات تشبیہہ دینی سے قیاس برہانی کے اصول نہ رہین گے آپنے میزان مین پڑھا ہوگا کہ (صیغہ حال ہمچو صیغہ استقبال است)

یقینی اور مستحکم ہونے مین تشبیہہ دیگئی ہر نہ ہر امر مین۔

خیر اگر آپنے یہہ سمجھا ہی تھا

تو جناب جب اولی ہوا تو وہ محتاج دلیل نہین ہوا کرتا اور نتیجہ حجت کا نہین ہو سکتا۔

کیا اس تشبیہہ دینے سے صیغہ حال مثل صیغہ استقبال نرہے گا۔

کیا آپ نہین سمجھے تھے کہ آپکا دعوی یقینی ہے تو دلیل بھی یقینی لانی پڑیگی اور پہر لطف یہہ ہے کہ یقینیات مین سے دلیل اولی لانی پڑیگی۔ کیونکہ آپنے تصریح کی ہے کہ (یہہ یقین ایسا بے کھٹکے ہو گیا جیسے اسکا یقین کہ کل اپنے ٹکڑے سے بڑا ہے)

جناب من یہہ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ دعوی اوس قضیہ کو کہتے ہین کہ جو مشتمل ایسے حکم کا ہو جسکا ثابت کرنا مقصود ہو۔

اور پہر دعوی کے لئے دلیل ضرور ہے بشرطیکہ نظری ہو چونکہ یہہ دعوی آپکا کہ (علۃ العلل اللہ ہی اور انسان مختار نہین ہے) نظری ہے اور پہر یہہ نظری موصوف کیا گیا ہی ساتھہ یقین اور اولیت کے اس لئے اسکو احتیاج ہوے دلیل یقینی اولی کی اگر آپ کا دعوی بدیہی ہوتا تو آپ دعوی ہی نکرتے اور اوس کے لئے تشبیہہ نہ لاتے کہ

(یہہ یقین ایسا بے کھٹکے ہوگیا جیسے اسکا یقین
کہ کل اپنے ٹکڑے سے بڑا ہے)

یہہ دعوی تو آپکے نزدیک یقینی اولی ہے
ہمارے نزدیک نہین ہے دعوی نظری کو
یقین اور اولیت کے ساتہہ موصوف کردینے
سے لازم نہین آتا کہ بدیہی ہے بلکہ بداہت
پر اعتراض ہے۔

مثلاً

کوئی شخص کہے کہ خبر کل سی جہوٹا یقیناً نہین ہوتا ہے
اس سے لازم نہ آئیگا کہ ہم اوسکے یقینی کہنے ہی
سے یقین سمجہ لین بلکہ ہم نہایت درجہ کا دعوی
نظری سمجہکر اوس سے دلیل یقینی وبداہت
کے طلب کرینگے۔

جبکہ آپنے اپنے دعوی نظری کو موصوف
بالیقین واولیت کیا ہے پہر دعوی کے
ساتہہ لفظ اولی کا ہونا کیون ٹہیک نہین ہے،
دوسرے یہہ کہ آپنے دعوی کے ساتہہ
فقط لفظ اولی کو کیون نادرست سمجہا لفظ یقینی
کو کیون چہوڑ دیا۔ حالانکہ اولی کو یقین لازم ہے

بلکہ دعوی کے ساتہہ لفظ اولی کا ہونا ہی
ٹہیک نہین

آپ یہہ نہ فرماتے کہ آپ اپنے دعوی یقینی
اولی پر دلائل بھی یقینیہ اولیہ لاتے بلکہ یہہ
فرماتے کہ جب اولی ہے تو دلیل کیون لائی گئی

یہہ تو آپ کے دعوی کرنے کی خوبی ہے کہ
باوجودیکہ دعوی نظری کو موصوف یقین اور
اولیت کے ساتھہ بھی کیا مگر آپ دلیل یقینی
اور اولی نہین لائے ۔

اگر یہہ ناچیز واقع مین آپ کے دعوی کو اولی
یعنے بدیہی دیکھتا تو ضرور بشرط ضرورت طالب
تنبیہ ہوتا ۔ کیونکہ دعوی اولی مقتضی تنبیہ ہے
نہ مقتضی دلیل مگر چونکہ دعوی آپکا نظری تھا اور
اوس دعوی کو آپ نے یقین اور اولیت
کے ساتھہ موصوف کیا تھا اور اوسپر دلیل یقینی
یا اولی بھی نہ لائے تھے اس جہت سے عرض
کیا گیا کہ جب آپکا دعوی یقینی اولی ہے تو
دلیل بھی یقینی اولی لائے تاکہ آپکا دعوی ثابت ہو
اور جو شخص کہ دعوی کو یقین اور اولیت کے
ساتھہ موصوف کرتا ہے اوس کے لئے دلیل
اوسی قبیل سے لانی ضرور ہے ۔

کیونکہ ادعائے یقینی اور چیز ہے اور واقع
مین دعوی یقینی اور اولی ہونا اور چیز ہے
جب کوئی دعوی کرے گا کہ جب آفتاب نکلتا ہی

اثبات اصل تقدیر کے لئے یہہ مقدمات قائم کئے گئے ہین۔

(۱) حادث کے لئے کسی سبب کا ہونا ضروری ہے۔

(۲) ناقص سبب سے مسبب کا تحقق نہو گا

(۳) جب سبب کامل اور تام موجود ہوگا وہ حادث جو اوسکا مسبب ہے ضرور ہوگا اور یہہ امر کسیکے اختیار اور عالم امکان نفس الامری مین نہ ہوگا کہ باوجود کامل سبب کے اوسکا مسبب موجود نہ ہو۔

تو یقیناً دن ہوتا ہے اس دعوی یقینی پر کوئی طفل مکتب بھی دلیل نہ طلب کرے گا کیونکہ دعوی بدیہی ہے اور جب کوئی یہہ دعوی کرے گا کہ جب آفتاب نکلے گا تو یقیناً رات ہوگی اس دعوی یقینی پر اوسکو دلیل یقینی لانی ضرور ہوگی۔

کیونکہ دعوی کو فقط منہہ سے موصوف بہ یقین و اولیت کر دینا مستلزم یقین و اولیت نہین جیسے آپ نے کیا ہے۔

آپ نے اصل تقدیر کے چار مقدمے قائم کئے ہین ان چارون مقدمات کے تفصیل غلط ہے۔

اس لئے کہ حاصل سب کا ایک ہے کیونکہ جیسے مقدمۂ اول مین سبب حادث کا مفہوم سبب کامل ہے ویسی ہی مقدمہ دوم مین مقدمہ سیوم کا بھی یہی مطلب ہے کہ بے سبب کامل کے مسبب نہین ہوتا علی ہذا القیاس مقدمہ چہارم کا بھی یہی حاصل ہے۔

(۴) انسان کے افعال ارادیہ اور ارادات
حادث ہین۔

کیونکہ انسان کے افعال ارادیہ اور ارادات
حادث ہین اور حادث بے سبب کامل
کے نہین ہوتا۔
اس صورت مین یہہ مستفاد ہوتا ہے کہ
اصل تقدیر ذو المقدمہ ہے اور اوس کا
مقدمہ ایک سبب کامل ہے۔
اور اگر فرض بھی کیا جائے کہ اصل تقدیر کے
چار مقدمے ہین جیسے کہ آپ نے بیان
کئے اس حالت مین سخت ایراد وارد
ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ تقدیر علم ازلی کو
کہتے ہین اور مقدمات اوسکے ذو المقدمہ پر
مقدم ہوتے ہین اس جہت سے علم ازلی
پر مقدمات مقدم ہو جائینگے حالانکہ
علم ازلی پر کوئی شے مقدم نہین ہوتی
دوم یہہ کہ تقدیر کے معنی ہین (اندازہ
چیزے کردن و حکم الہی کلی مجمل در روز ازل
و اندازہ کردن خدا تعالی براے بندگان
یہہ ایک کلی ہے اور یہہ چارون مقدمات
مفروضہ آپ کے جزئیات ہین اور جب

جزئیات ہوتے تو لامحالہ موجود ہونگی اور جب
موجود ہوے تو لازم آیگا کہ مقدمات مقدم
ہون تقدیر یعنی علم ازلی پر اور جب مقدمات
مقدم ہوے علم ازلی پر تو علم ازلی علم ازلی
نہ رہے گا۔

اور یہہ جو ارشاد ہوا کہ (یہہ امر کسیکی احتیاج
اور علم امکان نفس الامری مین نہ ہوگا کہ
باوجود کامل سبب کے اوسکا مسبب موجود نہو)
جناب بندہ اس سے واجب الوجود کا
موجب ہونا لازم آیگا۔

اس لئے کہ واجب الوجود تمام موجودات کا
سبب کامل ہے اور بقول آپ کے سبب
کامل سے تخلف مسبب کا ممکن نہین پس
چاہئے تہا کہ سبب کامل کے ساتہہ ہی
اوسکا مسبب یعنے تمام موجودات بھی یکبارگی
دفعۃً واحدۃً پائے جاتے حالانکہ ایسا نہین
تمام معدات سے عالم بہرا پڑا ہے ایک کا
وجود دوسرے کی عدم پر موقوف ہے اور تمامی
حیوانات کا سلسلہ توالد و تناسل مسلسل

باقی اور باتین اونکی نتایج ہین -

یہہ کل مقدمات یقینی ہین عاقل توانکار نہین کرسکتا -

اگر آپ اسکی جانچ کرنا چاہتے ہین تو عقلائے ہنود وغیرہ سے بذریعہ اشتہار یا کسی اور ذریعہ سے اونکی یقینی ہونیکو دریافت کرلیجئے محض اپنے عندیہ پر تکیہ نہ فرمائیے -

کوئی عاقل ان مقدمات مین سے کسیکو ظنی شکی وہمی شعری نہین کہہ سکتا -

ایک دوسرے کے بعد چلا جاتا ہی

یہہ نتایج کس کی معلول ہین علة العلل کے یا انسان کے -

اگر علة العلل کے معلول ہین اور انسان کے نہین تو پہر کفر و شرک کے علت کون ہوگا اگر انسان کے ہین تو اوسکی آپ قایل ہی نہین -

کیونکہ آپ فرماتے ہین کہ انسان مختار ہی نہین

یہہ کل مقدمات یقینی درکنار ظنی بھی نہین بلکہ مخترعات وہمیہ ہین جو موضوع بحث سے کچہہ علاقہ نہین رکہتی -

آپ خاطر جمع رکہئے کہ جسوقت آپ کے اغلاط کا ایک مجموعہ تیار ہو جائے گا اوسوقت ضرور طبع کراکر اشتہار دیا جایگا -

سوائے آپ کے کوئی عاقل قلب سلیم و واقف صراط مستقیم اس امر کو تسلیم نہین کرسکتا کہ یہہ جملہ مقدمات تقدیر کے ہین جن کا بطلان بتفصیل اسکے قبل ہوچکا ہے -

اور علاوہ اس کے اس سے بحث بھی نہین موضوع بحث یہہ ہے کہ علۃ العلل اللہ ہے اور انسان مختار نہین۔

جواب مولوی سید شیر علی صاحب

جناب والا دام عنایتہم

جواب الجواب

باوجود ادعاے فضیلت حضرت کے عربیت کا یہہ حال ہے کہ بجاے دامت عنایتہم دام عنایتہم لکھا ہے۔

یہہ اگر مبتدا ہے تو مصدر تنہا مبتدا نہین ہوتا اور اگر خبر ہے تو مجرد مصدر خبر بھی نہین ہوسکتا پھر کیا ہے جہلاء کے تقلید یا کچھہ اصلیت بھی ہے۔

تسلیم۔

اس تحریر کے نسبت جو آپ نے ارسال فرمائی ہے عرض کیے دیتا ہون

ماشاء اللہ کیا زبان ہے جو بحذف کاف بیان اور عبارت تحریر ارسال فرمائی سے ظاہر ہے۔

مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو آپ نے پڑہا ہے وہ علاوہ اوسکی ہے کہ جسکو فدوی جانتا ہے اور جسکا فلسفی اور اسلامی مدارس مین درس ہوا کرتا ہے۔

مین تو کچھہ نہین جانتا مگر آپ کے علم کا کمال ظاہر ہوگیا اگر اسی علم کا فلسفی اور مدارس اسلامی مین درس ہوا کرتا ہے تو ایسے علم کو سلام ہے اپنے ساتھہ مدارس

فلسفی اور اسلامی کو بدنام کرنا ع بدنام کنندہ نکونامی چند کا مصداق ہے۔

آپ کے تحقیقات عجیب وغریب اور جدید اصطلاحیں ہین اسکی تصدیق اس تحریر سے جو ابھی کیجاتی ہے بخوبی ہو جائے گی۔

اگر مجیب صاحب اپنے قول مین صادق تھے تو اسکی تصدیق فرماتے کہ اصطلاحون مین کیا غرابت اور جدت ہے مجیب صاحب کی تحریر اول و آخر سے تو کچھہ بھی اس کی تصدیق نہین ہوتی۔

نیز آپ نے الفاظ ناجائز کا بھی استعمال شروع کر دیا ہے۔

اگر مجیب صاحب صادق القول تھے تو فرماتے کہ وہ فلان فلان الفاظ ہین۔ مین نے تو جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے

کما ھو ظاھر علی من لہ ادنی شعور فافھم

لہذا درخواست کیجاتی ہے کہ آیندہ کسی تحریر کے بھیجنے کی تکلیف نہ فرمائین

اس مباحثے مین مجیب صاحب کو پہلو تہی کرنے کا اچھا محل ہاتھ آیا۔

الفاظ مناسب حال ومحل لکھنے پر تو یہہ حال ہے کاش جو مقتضا مجیب صاحب کے تحریر کا جواب تہا۔

اگر اوس کے مناسب الفاظ لکھے جاتے تو خدا جانے کیا حال ہوتا۔

آپکے نزدیک علت کے مفہوم اور معنی مین اختیار بھی ماخوذ ہے یہہ بالکل نئی گھڑت اور آپکے علم کا نتیجہ ہے اکثر حصہ آپکی تحریر کا اسی پر مبنی ہے علمای اسلام اور فلسفیون سے دریافت کیجیے اور اگر ممکن ہو تو کتب کلام اور فلسفہ دیکھیے ہمارے نزدیک مخلد فی النار ہونیکی علت اتصاف بالکفر ہے اور علۃ العلل موصوف بالکفر نہین۔

بالفرض اگر ایسے الفاظ لکھے بھی تھے تو اونکو ظاہر فرماتے تاکہ مین جواب دیتا یا اوسکو قبول کرکے عفو قصور کی درخواست کرتا

خلاف بحث مجیب صاحب کے حشو و زاوید کو چھوڑکر اور گھڑت کی بداملگی پر افسوس کرکے عرض کرتا ہون مجیب صاحب فرماتے ہین کہ علۃ العلل موصوف بالکفر نہین حالانکہ اونہین کے قول سے علۃ العلل کا موصوف بالکفر ہونا ثابت ہوتا ہے جسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب کفر صفت ہوا تو فاعل اوسکا کافر ہوگا حالانکہ مجیب صاحب کے عقیدہ کے بنا پر فاعل کفر کا کوئی انسان نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکو مختار نہین جانتے۔

پس لامحالہ موصوف اس صفت اور فاعل
۱۰ اس فعل کا علۃ العلل ہوگا یہان علت کفر کے کون ہے انسان یا اللہ۔

اگر انسان ہے تو مجیب صاحب تو فرماتے ہین کہ انسان مختار ہی نہین اور اگر اللہ ہے

آپ فرماتے ہین کہ (کفر مصدر ہے اور
مصدر کسی کی صفت نہین ہوتا) قطع نظر
اس کے کہ یہہ بالکل غلط ہے اگر آپ سے
کوئی سوال کرے کہ جناب ایمان و اسلام
بھی مصدر ہین اور مصدر آپ کے نزدیک
کسی کی صفت نہین ہوتا لہذا آپ بھی
موصوف بالایمان و اسلام نہ ٹھہرے
توحضرت کیا جواب عنایت ہوگا۔

تو مجیب صاحب فرماتے ہین کہ علۃ العلل
موصوف بالکفر ہوتا ہی نہین۔ پہر کیا یہہ
معلول بلا علت ہے جسکا ہونا محال عقلی ہے

اگر مصدر کسی کی صفت ہوتا ہے تو یہہ
کہنا لازم آئیگا کہ زیدٌ ایمانٌ و عمروٌ اسلامٌ
حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے۔

کیونکہ زید و عمرو نفس ایمان و اسلام نہین
بلکہ زید و عمرو ہین یعنی ایمان و اسلام کے
ہین۔ اسوجہ سے زیدٌ مومنٌ و عمروٌ مسلمٌ
یا زید ایماندار یا صاحب ایمان کہین گے
یعنے زید ایمان رکھنے والا اور عمرو اسلام
رکھنے والا ہے۔

موصوف بالایمان و اسلام کے یہہ معنی
ہین کہ زید و عمرو مین صفت ایمان و اسلام
ہے نہ یہہ کہ زید و عمرو عین ایمان و اسلام
ہین۔

پس جب کوئی مجھہ سے سوال کرے گا کہ
صادق علی بیگ تو کون ہے تو اوس کے
جواب مین کہونگا کہ مین مومن یا مسلم ہون

یہہ کبھی نہین کہونگا کہ مین ایمان و اسلام ہون
لیکن چونکہ حضرت کا عقیدہ اسکے خلاف ہی
جب کوئی مجیب صاحب سے سوال کریگا کہ
آپ کون ہین تو حضرت حسب عقیدۂ خود
ضرور یہہ جواب دینگے کہ مولوی شیر علی ایمان
واسلام ہے۔
حضرت نے جو معنی کافر کے لکھے ہین موصوف بالکفر مطلقاً لکھی ہین اوس سے مستفاد ہوتا ہے
کیونکہ مطلق منصرف ہوتا ہے طرف فرد
اکمل کے اور فرد اکمل حمل بالمواطات ہے
اور سوا اوس کے اس معنی سے حضرت کا
مقصود بھی حاصل نہین ہوتا اس لئے کہ
انسان موصوف کسی صفت کا جب ہی ہوتا
ہے کہ جب اوسکے ساتھہ متصف ہو جب انسان
متصف ہوا ساتھہ کفر کے تو لامحالہ یہہ کفر
فعل ہوگا انسان کا یا اوس کے غیر کا بعقیدہ
حضرت کفر انسان کا فعل تو ہو ہی نہین سکتا
کہ اونکے نزدیک انسان مختار ہی نہین۔
پس لامحالہ یہہ فعل کسی غیر کا ہوگا جب غیر کا

اگر یہہ غرض ہو کہ صفت سے مراد محمول
بالمواطات ہے تو جناب فدوی نے کب
لکہا تہا کہ کفر محمول بالمواطات ہے۔

جناب یہان لفظی ابحاث والی صفت مراد
نہین ہے بلکہ وہ صفت ہے جو فلسفہ اور
علم کلام مین مستعمل ہے نیز ان الفاظ کے
معنی جو اصل بالمصدر بھی تو ہین صرف
معنئ مصدری ہی نہین۔

آپ فرماتے ہین کہ اکوئی صفت اپنے معلول
کے ساتھہ موصوف نہین ہوتی الخ۔
انسان مین افعال کی علت آپکے نزدیک
واجب تعالی تو ہی ہے نہین بلکہ انسان ہے
لہذا آپکے نزدیک انسان اپنے کسی
فعل کے ساتھہ موصوف نہ ہوگا۔
جناب آپ تامل کے ساتھہ فرمایا کیجئے۔

ہوا تو پھر زید کا کیا قصور ہے جو مخلد فی النار
ہوگا۔
کوئی معنی وصفی مراد لیجئے لامحالہ موصوف مین پائے جائینگے
جب موصوف مین پائے گئے تو وہ فعل موصوف کا ہوگا یا اوسکے غیر کا
بر بنائے عقیدۂ حضرت کہ انسان فاعل نہین موصوف کا
فعل تو ہو ہی نہین سکتی لامحالہ غیر کا فعل ہونگے
پس جب کفر و شرک غیر کا فعل ہوے تو
لازم آئیگا کہ غیر مخلد فی النار ہو موصوف کے
مخلد فی النار ہونیکی کون صورت باقی رہی
ہان واقع مین بربنائے مذکور ہمارے
نزدیک اور کل اہل علم کے نزدیک انسان
اپنے کسی معلول کے ساتھہ موصوف نہ ہوگا
بلکہ صفت کے ساتھہ موصوف ہوگا۔
جسکی دلیل یہہ ہے کہ صفت ایسے تابع کو
کہتے ہین جو دلالت کرے اوس معنی پر جو
متبوع مین حاصل و موجود ہون۔
اور معلول وہ شے ہے جسکو اوس کی علت
وسبب ہائے ضروری سے ثابت کیا ہو صفت
ایک داخلی معنی موصوف کے ہین اور معلول

ایک خارجی شے علت کی ہے

مثلاً

اگر علم و کفر و شرک زید کے معلول ہین تو
یہہ زید کی صفت نہین پڑسکتی اس لئے
کہ علم و کفر و شرک یہہ تینون اسم ہین فعل کے
جسکی علت ہمیشہ فاعل ہوتا ہے اور جسکی
علت اوسکا فاعل ہو وہ معلول ہوتا ہے
صفت نہین ہوتا جیسے زید علت علم و کفر
و شرک کی ہے اور یہہ تینون اوس کی
معلول ہین مگر صفت نہین پڑسکتی۔
کیونکہ زیدٌ علمٌ و کفرٌ و شرکٌ نہین کہتی الا
بالواسطہ جیسے زیدٌ ذو علم و ذو کفر و ذو شرک
پس اس سے ثابت ہوا کہ معلول اپنے
علت کے صفت نہین پڑسکتا حضرت کو
مناسب تہا کہ تامل فرماتے۔

آپ فرماتے ہین کہ (اگر علۃ العلل بالواسطہ
یا بلاواسطہ علت کفر ہوگا تو ظلم ہوگا الی آخرہ)
اولاً تو آپکو پہلے تنبہ کر دیا تہا اور نیز رسالہ
مین اس کے متعلق مضمون تہا مگر آپکے

علم کے مقابلے مین وہ کیا چیز تھی مگر آپ سے
یہہ کوئی کہے کہ آپ کے نزدیک انسان کا
فاعل اور خالق واجب تعالی بالاختیار
وبلا اضطرار ہے۔

اور نیز آپ کے نزدیک انسان بھی اپنے
افعال کا فاعل بالاختیار ہے نیز آپکے
نزدیک بھی واجب کو ازل مین علم تہا تو
جناب فرمائے اوس شخص کے نسبت
کہ جس سے ہزارہا ظلم و قبایح اور شر وقوع
مین آیا ہے اللہ تعالی کو ازل مین اوسکا اور
اوسکی ان مظالم اور قبایح کا علم تہا یا نہین
اگر نہین تہا تو جہل اور اگر تھا جانتے بوجہتے
اور اختیار تام ہوتے ہوے اللہ نے
اوس ظالم سفاک کو کیون پیدا کیا آپ کے
زعم کے مطابق اللہ ظالم ٹہرا۔ مین پہر عرض
کرتا ہون کہ رسالے کو اچھی طرح سے ملاحظہ
فرمائے۔

ہان تہا

ہان تہا لیکن علم عصیان وظلم وقبایح وغیرہا
علت عصیان وظلم وقبایح وغیرہا نہین جس
سے ظلم لازم آئے یعنے اللہ تعالی کو اسکا
علم تہا کہ مثلاً زید کفر وشرک ظلم و قبایح وغیرہا
کریگا لیکن چونکہ یہہ علم اللہ تعالی کا علت عصیان
وظلم وقبایح وغیرہا نہین تہا اس جہت سے
زید کا پیدا کرنا ظلم نہ ہوگا۔

مثلاً

نجومی کو اسکا علم تہا کہ آج زید عمرو کو قتل کریگا

اور ایسا ہی وقوع مین بھی آیا یا تمام شہر
کسی جہت سے اسکا علم تہا کہ آج زید عمرو کو
قتل کریگا اور ایسا ہی وقوع مین آیا۔
اس سے یہہ لازم نہین آئیگا کہ نجومی یا تمام
شہر نے عمرو کو قتل کیا اور یہہ بھی نہین
لازم آئیگا کہ عمرو کے عوض مین نجومی اور
تمام شہر قتل کیا جائے کیونکہ ہر صاحب شعور
کو اسکا علم ہے کہ سم الفار کے کہانے سے
آدمی مرجاتا ہے مگر کوئی نہین مرتا کیونکہ
علم قتل علت قتل نہین ہوتا ہان اگر علم ازلی
علت عصیان ہوتا اور پہر زید سے کفر وشرک
ظلم وقبایح وغیرہا صادر ہوتے تو فقط زید کا
پیدا کرنا ہی ظلم نہین ہوتا بلکہ وعدہ و وعید
وثواب وعقاب اور امر ونہی وارسال
رسل وانزال کتب سارا قانون شریعت
ہزل وبازی ہوجاتا واذ لیس فلیس بعد
اس کے مجیب صاحب کی خدمت مین یہہ
عرض ہے کہ میرے کل اعتراضات کو اچھی
طرح سے ملاحظہ فرمائین اور ہر ایک نقرہ کا

جواب دین جو ابھی تک نہین ہولہ ہے۔

آپ کا فرمانا کہ (اقوال متناقضہ کا قایل اللہ ہی ٹہریگا الی آخرہ) جناب آپ تو فرماتے ہین کہ علت اپنے معلول کے ساتہہ موصوف نہین ہوتی پہر یہہ کیا تماشا ہے۔

اگر آپنے دعوی مین حضرت پہ سچی تھی تو وہ تماشا مہربانی فرماکر دکہایا ہوتا کہ میرے قول سے یون علت اپنے معلول سے موصوف ہوتی ہے۔ تاکہ یہہ ناچیز اور مشتاقین وناظرین اوس سے متلذذ ہوکر خوشی کے نعرے مارکر تصدیق کرتے۔

جناب خالق اور علت ہونا اور چیز موصوف ہونا اور شئے علت ہونے کو ضرور نہین کہ وہ اپنے معلول کے ساتہہ موصوف بھی ہوا کرے۔

کیسی ذرا اوسکی تصریح تو ہوتا کہ اوسکا عیب وصواب معلوم اور اوس سے حضرت کا مقصود ثابت ہو۔

آپ فرماتے ہین کہ (علۃ العلل علت ناقصہ ہوگی یا علت تامہ الخ) آپکے نزدیک بھی انسان کے علت واجب تعالی ہے علت تامہ یا ناقصہ تامہ کہنا باطل ہے۔ کیونکہ اوس کے لئے علت مادیہ وغیرہ بھی ضرور ہے تو آپ کیا کہیگا وہی جسکو آپ برا جانتے ہین۔

جسکو ہم برا جانتے وہ اللہ جلشانہ کی شان مین کبھی نہین کہہ سکتے اور ہم کیا اور ہمارا کہنا کیا کوئی صاحب علم نہین کہہ سکتا۔ مگر قبل اسکے کہ مین اوسکو بیان کرون اس امر کا سخت افسوس کرتا ہون کہ جسکا خود جواب حضرت پر واجب تہا مجبور اور عاجز ہوکر اب اوسکو ایک لباس مین اس ناچیز ہی سے پوچھتے ہین۔

چونکہ اب بحث کا خاتمہ ہے اور سایل کو
خالی ٹالنا ہی مناسب نہین اس لئے عرض
کرتا ہون اور ناظرین سے داد چاہتا ہون
انسان کے لئے اللہ جلشانہ کا علت تامہ
ہونا باطل نہین ہے بلکہ ملازمان مجیب صاحب
نے توجہ نہین فرمائی۔

اس لئے کہ اللہ جلشانہ علت مادیہ وعلت
فاعلیہ وعلت صوریہ وعلت غائیہ کا علت
تامہ ہے اور جو علت ہے خلل مذکورہ
کا علت تامہ ہوگا انسان کا پس اللہ جلشانہ
علت تامہ ہوگا انسان کا۔

اس وجہ سے اللہ جلشانہ کو علۃ العلل کہتے ہین
اس سے یہہ نہین لازم آتا کہ معلول کے
فعل یا اثر کے بھی علت علۃ العلل ہے
کیونکہ علت شے مستلزم فعل شے نہین ورنہ
لازم آئیگا کہ جو تلوار سے قتل کیا جاے
اوسکی عوض مین حداد جو تلوار کی علت ہے
قتل کیا جائے یا جو سم الفار کھا کر مر جاے
اوسکا قصاص معاذ اللہ اللہ ہی سے

جو سم الفار کی علت سے لیا جائے۔
حالانکہ ایسا نہین ہوتا لیکن بر بنائے
عقیدۂ مجیب صاحب یہہ سب ممتنعات
عادیہ وعقلیہ لازم آئینگے یعنی جب کوئی
تلوار سے قتل ہو جائیگا اوس کے عوض
مین حداد کو اور جب کوئی سم الفار کہا کر
مر جائیگا تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد
تو بلا تشبیہہ اللہ کو پہانسی دیجائے گی
نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد اور پہر لطف یہہ ہے
کہ مجیب صاحب اسپر اصرار بہی فرماتے
ہین کہ اللہ علت ناقصہ انسان کے ہے
حالانکہ اللہ جلشانہ مستجمع جمیع صفات کمالیہ
ہے نہ ناقصہ۔

یہہ محال عقلی ہے کہ ذات کسی صفت کے
ساتہہ متصف بہی ہو اور وہ صفت اوسکی
ذات مین نہ پائی جائے۔

معلول قبل از وجود وجود ہمیشہ موخر ہوتا ہے
اپنی علت سے موصوف بصفت علت ہوئے
اور جو مثال مجیب صاحب نے دی ہے

جناب بات یہہ ہے کہ یہہ نقصان جانب
معلول مین عاید ہوتا ہے اوسمین صلاحیت
نہین کہ بغیر ان چیزون کے وجود مین
آسکے نہ جانب علت مین۔

مثلاً

وجود مرکب کا بغیر اجزا کے یا اجتماع النقیضین

مین ہے ہونیکی صلاحیت نہین اس سے ۔
یہہ لازم نہین آتا کہ واجب تعالی مین کوئی
نقص ہو۔ ان باتون کو نیک نظر سے دیکہنا چاہئے

تشبیہ کے متعلق پہلے بھی آپ سے
کہا گیا تھا مگر آپ دیکہتے ہی نہین اب پہر
سنئے حضرت وجہ تشبیہ کو بھی ظاہر کر دیا
گیا تہا اور کہا گیا تہا کہ یقینی ہونے مین
تشبیہ دیگئی ہے نہ اولی ہونے مین۔

وہ کسی طرح سے سمجھہ مین نہین آتی اگر مجیب صاحب
سمجہا دین تو اب بہی اوسکی نسبت عرض
کر سکتا ہون۔

تشبیہ کے متعلق پہلے بھی عرض کیا تہا
مگر افسوس ہے کہ مجیب صاحب نے اوس
طرف توجہہ نہین کی
اب ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائین کہ آیا تشبیہ
دینے سے قول یقینی یقینی نہین رہتا۔
اگر نہین رہتا تو الاولیات کقولنا الکل
اعظم من الجزء الخ جسکو پہلے عرض کر چکا ہون
کیا سب اولیات وغیرہا تشبیہ دینے
سے قیاس برہانی کے اصول نہ رہین گے
اور میزان مین بھی مجیب صاحب نے پڑہا ہی
کہ (صیغہ حال ہمچو صیغہ استقبال است) کیا
اس تشبیہ سے صیغہ حال ہم صورت صیغہ
استقبال نہ رہے گا علی الخصوص اس
صورت مین کہ آپ صاف صاف دعوی
کو اولیت سے مع تشبیہ موصوف و مصرح
کر چکے ہین۔

ضرور نہین کہ مشبہہ ہر صفت مین مشبہہ بہ کے شریک ہو یقینی ہونا اولی ہونے کو مستلزم نہین حتی کہ ہمارا یقینی کہنا اولی کہنے کو مستلزم ہو غالبًا آپکے نزدیک یقینی اور اولی مین تلازم ہے کیا خوب ۔

ضرور نہین کہ مشبہہ ہر صفت مین مشبہہ بہ کے شریک ہو الا اوس صورت مین کہ مثل مجیب صاحب کے باین عبارت کوئی تصریح کردے کہ (واہب الصور اور مبدء فیاض کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مسئلہ مین جو صریح اور ظاہر مفہوم آیات و احادیث کا تہا جو بتفصیل حیز ذکر مین آچکا اوسکا کامل انکشاف اور علم یقینی القا کیا اور یہہ یقین ایسا بے کھٹکے ہو گیا جیسے اسکا یقین کہ کل اپنے ٹکڑے سے بڑا ہے)۔

پس ضرور ہے کہ حسب صراحت مذکورہ مشبہہ ہم شبیہہ مشبہہ بہ کے ہو یقینی اور اولی مین تلازم یہہ ہے کہ یقینی اور اولی مین عام و خاص مطلق کے نسبت ہے جہان اولی ہوگا یقینی ضرور ہوگا۔

پس جبکہ مجیب صاحب نے اپنے دعوی کو مثال دیکر موصوف باولیت کیا پہر دلیل اولی لانے مین کیا عذر رہا۔

اور جہان یقینی پایا جاوے گا وہان ضرور نہین

که اولی پایا جاوے پس فرض کیا جاوے
که مجیب صاحب نے اولی کی مثال تشبیہاً
دی تھی تو یقینی کا لفظ تو یقینی تہا تو بھی
مجیب صاحب کو دعوی یقینی پر دلیل یقینی لانی
تھی افسوس اوسکا بھی ایفا نہ ہوا۔

چار مقدمے مجیب صاحب نے حسب ذیل
قرار دئے تھے۔
اول حادث کے لئے کسی سبب کا ہونا ضروری
ہے۔
دوم ناقص سبب سے مسبب کا تحقق نہ ہوگا
سوم جب سبب کامل وتام موجود ہوگا وہ حادث
جو اوسکا مسبب ہے ضرور ہوگا اور یہ امر
کسی کے اختیار اور عالم امکان نفس الامری
مین نہین ہوگا کہ باوجود کامل سبب کے
اوسکا مسبب موجود نہو۔
چہارم انسان کے افعال ارادیہ اور ارادات
حادث ہین۔
مقدمہ اول ومقدمہ سوم کا مطلب ایک ہی
ہے یعنی جیسے مقدمہ اول مین حادث کے لئے

آپ فرماتے ہین کہ (حاصل سب مقدمات
کا ایک ہے کیونکہ جیسے مقدمہ اول مین
سبب حادث کا مفہوم سبب کامل ہے
ویسی ہی مقدمہ دوم مین الخ)
مقام غور ہے جناب اسی لئے عرض کرتا ہون
کہ آپ کا علم کوئی دوسرا علم ہے۔
جناب دوسرے مقدمہ مین صاف
لفظ سبب ناقص کا موجود ہے اوسکو
آپ فرماتے ہین کہ اوسکا بھی مفہوم سبب
کامل ہے کیا خوب تماشا ہے۔

سبب کامل کا ہونا ضرور ہے کا ثہ مقدمہ سیوم مین
حالانکہ ذوالمقدمے کے مقدمات مین تکرار
باطل ہے۔
اور باوجود مقدمہ اول یا مقدمہ سیوم کے
مقدمہ دوم کے ضرورت نہین رہتی کیونکہ
سبب کامل تو خود بخود سبب ناقص کے
نفی کرتا ہے۔
مقدمۂ چہارم کی کیفیت سنئے کہ جیسے انسان
کے افعال ارادیہ اور ارادات حادث ہین
اور اوس کے لئے سبب کامل کا ہونا ضرور ہے
ویسے ہی مقدمہ اول ہین۔
حادث کے لئے کسی سبب کامل کا ہونا ضرور
ہے اس سے بھی مقدمات ذوالمقدمہ
مین تکرار سبب لازم آتی ہے۔
حالانکہ مقدمات ذوالمقدمہ مین تکرار مقدمات
کے نہین ہوتی ہے۔

مثلاً

علم منطق ذوالمقدمہ ہے اوس کے تین مقدمے ہین
رسم منطق بیان حاجت وموضوع۔

ان مقدمات ثلثہ مین کسی مقدمہ نے کسی طرح
سے تکرار نہین کی ہے بخلاف اوسکے مجیب صاحب
کے مقدمات مبینہ مین تکرار ہے باوجود
اسکے یہہ بھی جواب سابق مین عرض کردیا
گیا تہا کہ اگر فرض بھی کیا جاے کہ اصل
تقدیر کے چار مقدمے ہین جیسے آپنے
بیان کئے اس حالت مین سخت ایراد وارد
ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ تقدیر علم ازلی کو
کہتے ہین اور مقدمات اپنے ذوالمقدمہ پر
مقدم ہوتی ہین اس جہت سے علم ازلی پر
مقدمات مقدم ہوجائین گے۔ الخ
حالانکہ علم ازلی پر کوئی شے مقدم نہین ہوتی
اور اگر علم ازلی ذوالمقدمہ نہین تہا بلکہ مقدمات
اربعۂ مذکورہ کا کوئی اور ذوالمقدمہ تہا تو
بیان فرماتے تاکہ اوس کے عیب وصواب
کے طرف نظر کیجاتی۔ بصورت اولی عذر کیا
جاتا وبصورت ثانیہ تسلیم باوجود اس کے
مجیب صاحب فرماتے ہین کہ کیا خوب تماشا ہے
حالانکہ برتقدیر تسلیم مقدمات اربعہ مفروضہ

نیز اگر چند باتون مین ایک مفہوم مشترک
ہو تو اوس سے اون باتون کا ایک ہونا
اور اونکا مفاد واحد ہونا لازم نہین آتا۔

مثلاً

زید طبیب ہے زید حسین ہے زید مالدار ہے
زید کے اشتراک سے ایک ہونا لازم نہین آتا
یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ تیسرا مقدمہ بعینہ
پہلا اور دوسرا ہے مقدمہ سوم کا مفاد
تو یہہ ہے کہ کامل سبب سے مسبب کا تخلف
نہ ہوگا آپ کے نزدیک یہہ کہنا بعینہ یہہ ٹھہرا

مجیب صاحب مجیب صاحب پر ایرادات
واردہ مصرحۂ سابقہ کا جواب واجب تہا
مگر جیسے کہ جملہ اعتراضات سابقہ کا جواب
مجیب صاحب اڑا گئے ہین اسکے جواب
کو بھی اڑا گئے۔

اور اب یہہ کہتا ہون کہ یہہ مقدمات کس
حکیم یا متکلم یا محدث نے قرار دئے ہین
ذرا اوس سے مجیب صاحب مطلع فرمائین
تو کمال مہربانی ہوگی۔

افسوس ہے مجیب صاحب کے حال پر
کہ دعوی تو یہہ کیا ہے کہ (چند باتون مین
ایک مفہوم مشترک ہو تو اوس سے اون
باتون کا ایک ہونا اور اونکا مفاد واحد ہونا
لازم نہین آتا۔)

حالانکہ یہان چارون مقدمون کا مفہوم
واحد ہے جسکی تصریح اوپر ہو چکی ہے پس
یہہ دعوی اور یہہ مثال مطابق بحث
ما نحن فیہ کے نہین ہو سکتی۔

دوسرے یہہ کہ مجیب صاحب نے مثال

کہ حادث کے لئے سبب کا ہونا ضروری ہے
واہ جناب واہ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک
حادث کے لئے سبب ہونا ضروری نہین
کیونکہ آپ فرماتے ہین یہہ بعینہ یہہ کہنا ہے
کہ سبب کامل سے تخلف مسبب کا نہین
ہو سکتا اور آپ کے نزدیک یہہ ٹہیک
نہین بلکہ آپ تخلف کو جایز رکہتے ہین

فافہموا وتاملوا

دی ہے کہ زید طبیب ہے زید حسین ہے
زید مالدار ہے۔

یہہ مقدمات کہان ہین یہان تو ضرورت
ایسے جملہ کی ہے جو مقدمہ ہو کسی ذو المقدمہ کا
ناظرین با تمکین ملاحظہ فرمائین کہ جب مجیب صاحب
نے یہہ تحریر فرمایا تہا کہ (یہہ امر کسی کے
اختیار اور عالم امکان نفس الامری مین
نہ ہوگا کہ باوجود کامل سبب کے اوسکا مسبب
موجود نہ ہو۔

اسپر اس نا چیز نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ
جناب بندہ اس سے واجب الوجود کا موجب
ہونا لازم آئیگا۔

اس لئے کہ واجب الوجود تمام موجودات کا
سبب کامل ہی اور بقول آپ کے سبب
کامل سے تخلف مسبب کا ممکن نہین پہر کیا
وجہ ہے کہ سبب کامل کے ساتہہ ہی اوسکا
مسبب یعنے تمام موجودات یکبیک دفعتہً
واحدۃً موجود فی الخارج نہین ہوتے کیون
سلسلہ توالد وتناسل افراد انواع وغیرہ

علی سبیل التدریج جاری ہی حالانکہ علت موجبہ کا
خاصہ ہی کہ معلول بالاضطرار موجود فی الخارج
ہو جاتا ہی جیسے نار جہان پائی جاتی ہو حرارت
بالاضطرار موجود ہو جاتی ہے پہر کیون نہ نار نے
ابراہیم علیہ السلام پر اثر کیا اور کیون تخلف العلۃ
عن المعلول ہوا۔
معلوم ہوتا ہے اسکو مجیب صاحب مطلقاً نہین
سمجہے اور اگر سمجہے ہوتے تو اسکا جواب دیتے
باوجود اس کے پہر وہی کلمات فرماتے
ہین کہ جس سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ سبب
کامل کے ساتہہ ہی بالایجاب مسبب موجود ہو جاتا ہی
پہر میرا وہی اعتراض صادق آتا ہی کہ جب
حسب عقیدہ مجیب صاحب سبب کامل پایا جایگا
تو اوس کے ساتہہ ہے بالایجاب مسبب بہی
پایا جلسے گا۔
حالانکہ ایسا نہین باوجود علت تامہ یعنی علۃ العلل کے سلسلہ
توالد و تناسل معدات و حادثات علی سبیل التدریج
والاضطرار جاری ہی نہ علی سبیل الایجاب معاذ اللہ اس صورت
مین اللہ جلشانہ حسب عقیدہ مجیب صاحب موجب ہو جائیگا قادر نہ رہیگا فقط

غلط نامہ کتاب الزائر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۱	النیل	النبل	"	۱۱	السقمو یا	السقمونیا
۲	۱۰	فرماتے	فرماتے ہین	"	۱۶	توہرات	متواترات
۵	۱	مختار نہین ہے	مختار نہین	۱۴	۱۵	پہر بہہ	پہر یہہ
۶	۷	کفر کے	کہ کفر کی	۱۵	۶ و ۱۲	ہدایت	بداہت
۷	۱	شر کے علت تا	شر کی علت تامہ	"	۱۹	کیون ہوڑ دیا	کیون چہوڑ دیا
۸	۲	کیا کہہ رہے ہین	کہہ کیا رہے ہین	۱۶	۷	تبیہ	تنبیہ
"	۴	تو وہی	وہی	۱۸	۱	ارادت	ارادات
۹	۲	جبکہ ممکن ہے	جب ممکن ہے	۱۹	۳	عالم	علم
"	۷	عملۃ العلل	علۃ العلل	"	۷	علم	عالم
"	۱۲	وارد ہونا	وارد ہونا	۲۰	۶	اوسکی آپ	اوسکے تو آپ
۱۰	۱۵	عمر	عمرو	۲۱	۶	جو آپ نے	جو علم آپ نے
۱۱	۵	محاکہ	محاکمہ	۲۲	۱۶	تحریر کا جواب تہا	تحریر کے جواب کا تہا
۱۲	۵ و ۹ و ۱۰	متناقص	متناقض	۲۳	۵	زادید	زواید
"	۹	بہہ	یہہ	۲۴	۳	عقل ہے	عقلی ہے
۱۳	۷	رہتا	رہتا تو	۳۶	۹	ارادت	ارادات
"	۹	محزونۃ	محرقۃ				

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ مجلس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کے لئے [illegible] حاصل کر سکتے ہیں۔

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ تین کتابیں ایک ماہ کے لئے اور [illegible] حاصل کر سکتے ہیں۔

۳- دارالترجمہ و [illegible] دو کتابیں [illegible] ایم اے ایل ایل بی [illegible] حاصل کر سکتے ہیں۔

۴- طلبا [illegible] ایک کتاب [illegible] اپنے پاس رکھ سکتے ہیں [illegible]

۵- [illegible] مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ کی جائیں [illegible] جرمانہ [illegible]

۶- بشرط وقوع [illegible] کتاب کا ادا لازم ہے۔

۷- کتابیں گم [illegible] ہو جائیں تو [illegible]

۸- کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنانا [illegible] منع ہے

۹- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جائیں گی۔ فقط